سبزی منڈی اور فروٹ منڈی کی
آڑھت کے احکام

ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب مدظلہم

دارالافتاء جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

دارالافتاء والتحقیق چوبرجی پارک لاہور

دارالافتاء والتحقیق

جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک لاہور

فروٹ منڈی اور سبزی منڈی کی آڑھت کے احکام

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد
☆ دارالافتاء والتحقیق لاہور
☆ دارالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور

ناشر
دارالافتاء والتحقیق
جامع مسجد الہلال چوبرجی پارک لاہور

www.askfatwa.com

پیش لفظ

بسم اللہ حامدا و مصلیا

کچھ مخلص اور دین کی فکر رکھنے والے آڑھتی حضرات کے توجہ دلانے سے یہ چند صفحات تحریر میں آئے۔ ان سے ہماری غرض یہ نہیں ہے کہ ہم آڑھتی حضرات کی حوصلہ شکنی کر کے ان سے یہ کام چھڑوا دیں بلکہ ہماری غرض مثبت طور پر صرف یہ ہے کہ آڑھتی حضرات کو جو بحمد اللہ مسلمان ہیں اس طرف توجہ دلائیں کہ ان کے لئے دین کے کیا احکام ہیں اور وہ ان کو کیسے پورا کریں۔ چند حضرات خصوصاً جو منڈی میں اثر و رسوخ رکھتے ہوں اگر ہمت سے کام لیں اور خود بھی اپنے کام کی عملاً اصلاح کریں اور دوسروں میں بھی پیار محبت سے اس بات کو چلائیں تو مایوسی کی کوئی بات نہیں۔ کوئی بھی تبدیلی ہو محنت اور قربانی سے ہی آتی ہے۔ ان حضرات کی موجودہ حالات میں کوشش بڑا جہاد ہو گی۔ باقی حضرات سے بھی اور خصوصاً بیوپاریوں اور زمینداروں سے بھی گزارش ہے کہ وہ اور کچھ نہ سہی، نیکی اور دین کے احکام میں تعاون ضرور کریں۔ آپ لوگوں کی وجہ سے رہتی دنیا تک منڈیوں میں جو بھی دین کے مطابق عمل ہو گا اس میں آپ بھی حصہ دار بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کا حامی و مددگار رہو۔

رمضان المبارک 1428ھ (ستمبر 2007ء)

عبدالواحد
دارالافتاء والتحقیق لاہور
دارالافتاء جامعہ مدنیہ لاہور

www.askfatwa.com

مقدمہ

بسم اللہ حامدا و مصلیا

حلال کو حاصل کرنا اور حرام سے بچنا

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لاَ یَقْبَلُ إِلاَّ طَیِّبًا وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یَا أَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَقَالَ تَعَالٰی یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَارَزَقْنَاکُمْ ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ إِلَی السَّمَاءِ یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِّیَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ (تمام نقائص سے) پاک ہیں اور صرف ایسی چیز اور عمل کو قبول کرتے ہیں، جو (شرعی مفاسد اور باطل اغراض سے) پاک ہو (یعنی واقع میں نیک اور صالح ہو) اور (انسان دنیا میں اس لئے بھیجا گیا ہے کہ وہ نیک عمل کرے اور ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرے۔ اور نیک عمل کے لئے حلال غذا ایسے ہے جیسے زرعی پیداوار کے لئے عمدہ کھاد جبکہ حرام غذا ایسے ہے جیسے زہریلی کھاد۔ عمدہ کھاد کے ہوتے ہوئے ایک تو پیداوار بھی زیادہ ہوتی ہے دوسرے پتے اور چارہ وغیرہ بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ اور زہریلی کھاد کے ہوتے ہوئے پیداوار بھی کم ہوگی اور پتے اور چارہ بھی بہت کم

ہوگا۔اسی طرح حلال غذا کے ہوتے ہوئے ایک تو نیک اعمال کی طرف رغبت بھی زیادہ ہوگی جس سے نیک اعمال بھی زیادہ ہوتے ہیں اور پھران کے دینی و دنیوی اثرات بھی زیادہ ہوتے ہیں جبکہ حرام غذا کے ہوتے ہوئے نیک اعمال کی طرف رغبت بھی کم ہوتی ہے اوران کے دینی و دنیوی اثرات بھی کم ہوتے ہیں اور یہ ضابطہ تمام انسانوں کے لئے یکساں ہے خواہ وہ بڑے مرتبے کے لوگ مثلاً انبیاء ہوں یا عام لوگ ہوں اسی لئے) اللہ تعالیٰ نے مومنوں کواسی بات کاحکم دیا جس کاحکم رسولوں کو دیا اور (رسولوں کو یوں) فرمایا اے رسولو! پاکیزہ (اور حلال) چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو اور (مومنوں کو یوں) فرمایا اے ایمان والو جو ہم نے تم کو پاکیزہ چیزیں رزق میں دیں ان کو کھاؤ (اور ساتھ ساتھ نیک عمل کرو)۔ پھر آپ ﷺ نے (حرام غذا کے ہوتے ہوئے نیک عمل کے اثرات نہ ہونے یا بہت قلیل ہونے کو یوں) ذکر کیا کہ ایک شخص ہے جو (کسی بھی نیک مقصد سے مثلاً حج ، عمرہ یا جہاد یا علم دین حاصل کرنے کے لئے) طویل سفر کرتا ہے اس حال میں اس کے بال پراگندہ ہیں اور وہ خود خاک آلودہ ہے اور (ان مذکورہ حالات میں جبکہ دعا کی قبولیت زیادہ ہوتی ہے) وہ آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرتا ہے کہ اے میرے رب اے میرے رب (میری فلاں فلاں درخواستوں کو قبول فرمائیے) حالانکہ اس کا کھانا بھی حرام ہے اور اس کا پینا بھی حرام اوراس کا پہننا بھی حرام اوراس کی پرورش بھی حرام سے ہوئی تو اس (حرام خوری) کی وجہ سے اس کی دعا (اور درخواست میں جب کوئی اثر ہی نہیں تو وہ) کیسے قبول کی جائے۔

www.askfatwa.com

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لاَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ أَوْلٰی بِهٖ (احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ گوشت جو حرام سے بنا ہو (مراد ہے ایسے گوشت والا اول مرحلہ میں) جنت میں داخل نہ ہوگا اور ہر گوشت جو حرام سے بنا ہو (جہنم کی) آگ ہی اس کے زیادہ لائق ہے۔

صحابہ کا حرام سے بچنے میں اہتمام کرنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ لِأَبِیْ بَکْرٍ غُلاَمٌ یُخَرِّجُ لَهُ الْخَرَاجَ فَکَانَ أَبُوْبَکْرٍ یَاکُلُ مِنْ خَرَاجِهٖ فَجَاءَ یَوْمًا بِشَیْءٍ فَأَکَلَ مِنْهُ أَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلاَمُ تَدْرِیْ مَا هٰذَا فَقَالَ أَبُوْبَکْرٍ وَمَا هُوَ قَالَ کُنْتُ تَکَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْکَهَانَةَ إِلاَّ أَنِّیْ خَدَعْتُهٗ فَلَقِیَنِیْ فَأَعْطَانِیْ بِذٰلِکَ فَهٰذَا الَّذِیْ أَکَلْتَ مِنْهُ قَالَتْ فَأَدْخَلَ أَبُوْبَکْرٍ یَدَهٗ فَقَاءَ کُلَّ شَیْءٍ فِیْ بَطْنِهٖ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو ان کو روزانہ (اپنی) کمائی کا ایک حصہ دیتا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے دیئے ہوئے کو استعمال کرلیتے تھے۔ ایک دن وہ کچھ (کھانے کی) چیز لے کر آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے کھالیا۔ ان سے اس غلام نے کہا کیا آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ یہ کیا چیز تھی (یعنی کیسی آمدنی سے تھی) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (اچھا بتاؤ) یہ کیسی چیز تھی۔ اس غلام نے جواب دیا کہ میں نے جاہلیت کے زمانہ میں (جھوٹ موٹ) کہانت کی بنیاد پر ایک شخص کو کچھ بات بتائی تھی اور میں کہانت میں ماہر نہ تھا البتہ میں نے اس کو

چکر دیا تھا (آج) وہ مجھے ملا تھا اور (چونکہ وہ بات اتفاق سے درست ہو گئی تھی اس لئے) اس نے اس کا عوض مجھے دیا اور وہ یہی ہے جس میں سے آپ نے کھایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (یہ معلوم کرکے کہ وہ شے حرام آمدن تھی) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ (اپنے حلق میں) ڈالا اور جو کچھ بھی ان کے پیٹ میں تھا اس کو قے کر (کے نکال) دیا (تا کہ وہ جزو بدن نہ بنے اور اس سے جسم کی نشو و نما نہ ہو)۔

کسب و آمدن میں بھی اور استعمال میں بھی حلال وحرام کی تمیز کرنا ضروری ہے

عَنِ النُّعۡمَانِ بۡنِ بَشِيۡرٍ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اَلۡحَلَالُ بَيِّنٌ وَالۡحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيۡنَهُمَا مُشۡتَبِهَاتٌ لَا يَعۡلَمُهُنَّ كَثِيۡرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اِسۡتَبۡرَأَ لِدِيۡنِهٖ وَعِرۡضِهٖ وَمَنۡ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الۡحَرَامِ (بخاری و مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حلال بھی (حلت کے دلائل کے صریح ہونے کی وجہ سے) واضح ہے اور حرام بھی (حرمت کے دلائل کے صریح ہونے کی وجہ سے) واضح ہے اور ان کے درمیان (کچھ اعمال اور) کچھ چیزیں (دلائل کے واضح نہ ہونے کی وجہ سے) مشتبہ ہوتی ہیں اور تحقیق سے پہلے بہت سے لوگ ان (کی حقیقت) کو نہیں جانتے (کہ وہ فی الواقع حرام ہیں یا حلال ہیں لہٰذا بہتر یہی ہے کہ مشتبہ چیزوں سے بچا جائے کیونکہ اگر وہ حرام ہیں تو ان سے بچنا ضروری ہے اور اگر وہ حلال ہیں تو ان کا استعمال جائز ہے ضروری نہیں) تو جو شخص

مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے بدن اور اپنی آبرو کو (لوگوں کے طعن و تشنیع سے اور اللہ کی نافرمانی کے اندیشہ سے) بچالیا اور جو مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا وہ تو (گویا) حرام میں پڑ گیا۔

فائدہ: حرام سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ جو چیز یا جو کام مشکوک اور مشتبہ ہو جب تک اس کی حلت کا علم نہ ہو جائے اس وقت تک اس مشتبہ سے پرہیز کیا جائے۔

حرام وحلال کی تمیز نہ کرنا دورِ زوال کی علامت ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاتِیْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر (ان کے زوال کا) ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں آدمی (اس مال کی کچھ) پروا نہیں کرے گا جو وہ (اپنے) زمانہ والوں سے لے گا کہ وہ حلال ہے یا حرام ہے۔

سچے اور کھرے کاروباری کی فضیلت

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْأَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سچا اور امانت دار تاجر (جو تجارت میں دین کے مقرر کردہ اصول وضوابط کی سچائی اور دیانتداری کے ساتھ پاسداری کرتا ہے وہ قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا (کیونکہ تجارت میں راہ راست سے بھٹکنے اور پھسلنے کے بہت سے موقع ہیں اور بہت

سے لوگ بہک جاتے ہیں کوئی سود میں مبتلا ہو گیا تو کوئی جوئے میں۔کسی نے ناجائز چیزوں کا کاروبار شروع کر دیا اور کسی نے خرید و فروخت کے ناجائز طریقے نکال لئے۔کسی نے سودا بیچنے کے لئے جھوٹی قسم کھالی اور کسی نے جھوٹ سے ہی کام چلا لیا۔لوگوں کو اس طرح آسانی سے کمائی کرتے دیکھنے اور حالات کو اپنے مخالف دیکھنے کے باوجود جو لوگ سچائی اور پرہیز گاری کو اختیار کرتے ہیں اور تجارت کے شرعی اصول وضوابط کی رعایت کرتے ہیں ان کا بڑا مجاہدہ ہے اور یہ ان کے پختہ ایمان ویقین کی بڑی علامت ہے اور ان کی حلال کمائی کی وجہ سے ان کے اعمال صالحہ کی قیمت بھی بڑھ جاتی ہے لہٰذا وہ بڑے اعزاز کے مستحق ٹھہرتے ہیں)۔

کاروبار کرنے سے پہلے کاروبار کے مسائل سیکھنا ضروری ہے۔

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لاَ يَبِعْ فِيْ سُوْقِنَا اِلاَّ مَنْ تَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ (ترمذی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حکمنامہ جاری کرایا کہ ہمارے بازاروں میں صرف وہ شخص کاروبار کرے جس نے دین (کے کاروباری مسائل) کو خوب سمجھ لیا ہو۔

آڑھت کے کام میں موجود خرابیاں اوران کی اصلاح

منڈی میں معاملات کی اصل بنیاد آڑھت ہے

فروٹ منڈی اور سبزی منڈی میں کاروباری معاملات کی اصل بنیاد یہ ہے کہ زمیندار یا بیوپاری حضرات اپنا مال منڈی میں بیٹھے ہوئے آڑھتیوں کے پاس لاتے ہیں جو اس مال کو زمیندار یا بیوپاری کا مال سمجھتے ہوئے فروخت کرتے ہیں اور اس پر مختلف شرح سے زمیندار و بیوپاری سے اجرت وکمیشن وصول کرتے ہیں۔

جب آڑھت خرابیوں سے خالی ہو تو جائز ہے

اصولی طور پر کسی دوسرے سے اپنا کام اجرت پر کروانا جائز ہے اور آڑھت کی حقیقت بھی چونکہ یہی ہے کہ اس میں زمیندار یا بیوپاری اپنا مال آڑھتی سے اجرت پر بکواتا ہے اس لئے آڑھت بھی جائز ہے۔ البتہ اگر آڑھت میں بیوپاری کو دھوکہ دیا جائے یا مفاد عامہ کے خلاف صورت اختیار کی جائے تو پھر آڑھت ناجائز ہو جاتی ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَبِیْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ (مسلم)

نوٹ: اس حدیث کے مندرجہ ذیل دو مطلب نکلتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1۔(جب شہر میں غلہ کی کمیابی ہوتو) شہر والا (غلہ کا تاجر زیادہ نفع کی خاطر اپنا غلہ) گاؤں والے (یا کسی دوسرے علاقہ والے) کے ہاتھ فروخت نہ کرے (کیونکہ اس میں اپنے شہر والوں کا نقصان ہے)

2۔(زیادہ دلالی، آڑھت اور کمیشن کی خاطر) شہری (دلال، آڑھتی اور کمیشن ایجنٹ بن کر) دیہات والے کے لئے (غلہ وغیرہ) فروخت نہ کرے (جبکہ اگر دیہات والا خود فروخت کرتا تو سستے داموں فروخت کرتا۔ یہ مطلب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا يَكُنْ لَهُ سِمْسَارًا (مسلم)

طاؤس رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا حَاضِرٌ لِبَادٍ کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے فرمایا (اس سے مراد یہ ہے کہ) شہر والا دیہات والے کے لئے دلال نہ بنے (کہ پھر اس کے ذریعہ سے مفاد عامہ کے خلاف کام کرے)۔

فائدہ: اگر شہری صحیح داموں پر فروخت کرے تو اس کا دیہات والے کے لئے دلال یا آڑھتی بننا جائز ہے کیونکہ دلالی بذات خود جائز ہے اور اس حدیث میں اس علت سے منع کی گئی ہے کہ وہ مفاد عامہ کے خلاف ہو۔

فروٹ منڈی اور سبزی منڈی کے کاروبار میں موجود خرابیاں

غیر صحتمندانہ مقابلہ بازی کی وجہ سے آڑھت کے کاروبار میں بہت سی خرابیاں

پیدا ہوتی گئیں مثلاً:

پہلی بڑی خرابی

شروع میں کبھی کسی زمیندار یا بیوپاری نے آڑھتی سے ضرورت پڑنے پر قرض لیا ہوگا۔لیکن جب آڑھتیوں نے دیکھا کہ قرض دے کر وہ بیوپاریوں کو پابند کر سکتے ہیں کہ وہ مال ان ہی کے پاس لائیں اور بیوپاریوں کو بھی لالچ ہوا کہ وہ اپنا ذاتی مال محفوظ رکھ کر قرض کے مال سے کاروبار کریں تو باقاعدہ قرض لینے دینے کا سلسلہ چل نکلا اور بیوپاری کو خواہ قرض کی ضرورت ہو یا نہ ہو وہ قرض لینے لگا۔اس میں پھر کچھ خرابیاں پیدا ہوئیں مثلاً:

i- آڑھتی کے قرض کی رقم ڈوبنے لگی کبھی تو اس وجہ سے بیوپاری قلاش ہوگیا اور کبھی بیوپاری کی نیت کے خراب ہونے کی وجہ سے۔

ii- اگر بیوپاری اپنا مال کسی دوسرے آڑھتی کے پاس لے گیا اور دوسرے نے اس کا مال فروخت کیا تو بعض قرض دہندہ آڑھتی اس حقیقت کے باوجود کہ انہوں نے خود مال فروخت کرنے کا کام نہیں کیا پھر بھی بیوپاری سے آڑھت اور کمیشن وصول کرتے ہیں جو قرض کی وجہ سے سود بن جاتا ہے کیونکہ حدیث میں ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَرِبًا. (کنز العمال)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر وہ قرض جو نفع دے وہ سود ہے۔

iii- بعض صورتوں میں آڑھتی گاہک سے کمیشن یا لاگا کے نام پر رقم لیتا ہے جو بیوپاری لے لیتا ہے۔اور اگر بیوپاری نے آڑھتی سے قرض لیا ہوتا ہے تو لاگا میں سے

آڑھتی کو بھی حصہ ملتا ہے۔ یہ بھی سود ہے کیونکہ یہ حصہ اس کو قرض کی وجہ سے ملتا ہے۔

دوسری بڑی خرابی

بیوپاریوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے آڑھتیوں نے اور بھی طریقے نکالے جو یہ ہیں۔

i- بیوپاری سے کمیشن کم کر دی یہاں تک کہ جو بیوپاری مقروض نہ ہو اس کو آدھی تک بلکہ کبھی پوری کمیشن کی چھوٹ دے دیتے ہیں لیکن گاہک سے کمیشن لینے لگے جیسا کہ فروٹ منڈی میں کھلے مال کی صورت میں ہوتا ہے۔

اس میں یہ خرابی ہے کہ آڑھتی تو بیوپاری کا مال فروخت کرتا ہے اور اس کام پر اجرت لینے کا حق رکھتا ہے۔ گاہک کے ہاتھ تو وہ خود یا اس کے آدمی سودا فروخت کرتے ہیں۔ گاہک کو وہ کوئی خدمت فراہم نہیں کرتے جس کی وہ اجرت لیں۔ لہٰذا گاہک سے لاگا اور کمیشن کے نام پر جو کچھ وہ لیتے ہیں حرام ہے۔

نوٹ: جاننا چاہیے کہ ایک دلال یا بروکر ہوتا ہے اور ایک کمیشن ایجنٹ ہوتا ہے۔ دلال اصل میں وہ ہوتا ہے جو مالک اور گاہک کو ملاتا ہے۔ پھر سودا مالک اور گاہک آپس میں خود کرتے ہیں۔ یہ دلال جیسا رواج ہو اس کے مطابق اجرت لے سکتا ہے۔ اگر بائع ومشتری دونوں سے اجرت لینے کا رواج ہو تو دونوں سے لے سکتا ہے اور اگر بائع یا مشتری میں سے کسی ایک سے لینے کا رواج ہو تو صرف اسی ایک سے لے سکتا ہے۔

لیکن آڑھتی یا کمیشن ایجنٹ اس طرح کا دلال نہیں ہوتا بلکہ وہ تو مالک یعنی

www.askfatwa.com

بیوپاری کا نمائندہ بن کر خود گاہک سے سودا کرتا ہے۔اس لئے وہ صرف بیوپاری سے کمیشن لے سکتا ہے گاہک سے نہیں۔

ii- آڑھتیوں نے ایک طرف بیوپاری سے کمیشن کم کی اور دوسری طرف بیوپاری کو مفت خدمات بھی فراہم کرنا شروع کیا مثلاً کھانا اور فون اور ٹھہرنے کی جگہ وغیرہ۔ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے سارا بوجھ گاہک پر ڈال دیا جو سرے سے ناجائز ہے۔

iii-لاگا سے پوری نہیں پڑی تو آڑھتیوں نے ڈالی کے نام سے گاہک کو فروخت کئے ہوئے مال میں سے دانے نکالنے شروع کئے۔اگرچہ اب اس کا رواج پڑا ہوا ہے اور عام گاہک اس سے باخبر ہوتے ہیں لیکن بات تو یہ ہے کہ وہ مال بیوپاری کا تھا جو آڑھتی اس کے لئے فروخت کرتا ہے۔اگر آڑھتی اپنے آپ کو ڈالی کا حقدار مال فروخت ہونے سے پہلے سمجھتا ہے تو وہ مال اب تک بیوپاری کا ہے۔آڑھتی کو اس میں سے لینے کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔اور اگر وہ مال فروخت ہونے کے بعد اپنے آپ کو حقدار سمجھتا ہے تو یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ آڑھتی کو گاہک سے کچھ لینے کا حق ہی نہیں بنتا۔

نوٹ:

i- سبزی منڈی کے آڑھتی کبھی نقد خریدنے والے گاہک کو لاگا کی چھوٹ دے دیتے ہیں۔اس کو چھوٹ کہنا غلط ہے اور صحیح بات یہ کہنی چاہئے کہ انہوں نے خریدار سے حرام نہیں لیا۔

ii- ڈالی میں دانے طے ہوتے ہیں لیکن دانوں میں وزن کے اعتبار سے فرق

ہوتا ہے یا سائز چھوٹا بڑا ہوتا ہے۔ اچھے یا بڑے دانے لینے کی صورت میں گاہک کی عدم رضا مندی زائد ہوگی لہٰذا گناہ زیادہ ہوگا۔

iii- خاص طور سے فروٹ منڈی میں بیوپاری بھی گاہک سے لاگا اور ڈالی وصول کرنے میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ تو ایسی صورت بنی کہ ایک پھل والا ایک درجن مالٹے تیس روپے میں فروخت کرے۔ پھر گاہک سے قیمت کے تیس روپے بھی لے اور کمیشن کے نام سے ایک مالٹا یا دو روپے بھی وصول کرے۔ حالانکہ یہ صورت ناجائز ہے۔

آڑھت کے بنیادی کاروبار کی اصلاح

اصل تو یہ ہے کہ قرض کے رواج کو یکسر ختم کر دیا جائے۔ لیکن اگر فی الوقت ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو کم از کم دو کام کیے جائیں۔

پہلا کام: قرض کی وجہ سے جو خرابیاں رواج میں آ گئی ہیں ان کو ختم کر دیا جائے مثلاً:

i- قرض کی وجہ سے زمیندار اور بیوپاری پر یہ شرط عائد نہ کی جائے کہ وہ اپنا مال صرف اسی قرضہ دینے والے آڑھتی ہی کے پاس لائے گا۔

ii- اگر بیوپاری اپنا مال کسی دوسرے آڑھتی کے پاس لے جائے تو قرض دینے والا آڑھتی بیوپاری سے کمیشن یا جرمانے کے نام پر کچھ وصول نہ کرے۔

دوسرا کام: لاگا اور ڈالی کے رواج کو ختم کر دیا جائے۔ اس کے متبادل دو جائز طریقے یہ ہیں:

i- آڑھتی بیوپاریوں سے کمیشن زیادہ لیں۔

ii- آڑھتی بیوپاری کا لایا ہوا مال خرید لیں اگرچہ ادھار پر ہی ہو۔ پھر آگے فروخت کرنے میں جتنے دانوں کا ڈالی ہونے کا رواج ہو وہ ٹوکرے یا پیٹی میں سے

نکال کر باہر رکھ دیں اور گاہک کو بتادیں کہ ان دانوں کو چھوڑ کر باقی ٹوکرے یا پیٹی کا سودا کرتے ہیں۔ اور آڑھتی یہ بھی کر سکتے میں ٹوکرے اور پیٹی میں سے دانے نہ نکالیں اور قیمت کچھ زیادہ رکھیں۔

ماشا خور کے کام صورت

منڈی میں ایک طبقہ ہول سیلر (Whole Saler) کا ہوتا ہے جس کو ماشا خور اور پھڑیا کہتے ہیں۔ یہ آڑھتیوں سے مال خریدتے ہیں اور آگے گاہکوں کو فروخت کرتے ہیں۔ یہ کبھی اپنے گاہک کو جب کہ اسے ان کی بتائی ہوئی قیمت پر اعتبار نہیں ہوتا کہتے ہیں کہ تم خود جا کر آڑھتی سے مال لے لو اور آڑھتی کے نام اپنی پرچی بنا کر گاہک کو دیتے ہیں۔ گاہک آڑھتی کے پاس جا کر مال لیتا ہے لیکن آڑھتی براہ راست اس کے ہاتھ فروخت نہیں کرتا بلکہ سامان کے ساتھ واپس ماشا خور کے پاس بھیج دیتا ہے اور ماشا خور خود اس سامان کو گاہک کے ہاتھ فروخت کرتا ہے اور اس سے پیسے وصول کرتا ہے۔ اور اپنا ڈسکاؤنٹ رکھ کر باقی پیسے آڑھتی کو بھیج دیتا ہے۔

اس طریقہ میں کوئی خرابی نہیں ہے کیونکہ پہلے مرحلہ میں آڑھتی اپنا مال ماشا خور کے ہاتھ فروخت کرتا ہے اور دوسرے مرحلہ میں ماشا خور وہ مال گاہک کے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔

ہاں اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ ماشا خور گاہک کو آڑھتی کے پاس بھیجے اور آڑھتی گاہک کے ساتھ باقاعدہ سودا کر لے اور ماشا خور کو کمیشن پہنچا دے تو یہ درست نہیں کیونکہ ماشا خور نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر وہ کمیشن یا اجرت کا مستحق ہو۔

www.askfatwa.com

آڑھت کے چند اور ضروری مسائل

1-اگر آڑھتی کے پاس مال ضائع ہو جائے

آڑھتی اور کمیشن ایجنٹ کے پاس مالک (یعنی بیوپاری یا زمیندار) کا سامان بطور امانت ہوتا ہے لہٰذا اس میں امانت کے احکام جاری ہوتے ہیں اور مال کے ضائع ہونے کی صورت میں دیکھا جائے گا کہ آڑھتی اور کمیشن ایجنٹ کا قصور و کوتاہی ہے یا نہیں۔ اگر اس کے پاس مال کسی قدرتی آفت سے ہلاک ہوا یا چوری ہوا یا کوئی اور حادثہ پیش آیا جس میں آڑھتی کی کچھ کوتاہی نہ ہو تو نقصان مالک کا ہوگا اور اگر مال کے ضائع ہونے میں آڑھتی کی کوتاہی کو دخل ہو تو اس کو مال کا تاوان بھرنا پڑے گا۔

2- آڑھتی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا

چونکہ آڑھتی خود بیوپاری کا ایجنٹ اور نمائندہ ہوتا ہے اگرچہ اجرت پر ہوتا ہے اس لئے وہ مالک کے لئے فروخت شدہ مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا کہ مالک سے یوں کہے کہ میں فلاں کو تمہارا مال فروخت کرتا ہوں اگر اس نے قیمت ادا نہ کی تو میں قیمت کا ضامن ہوں گا۔

ضمان الدلال و السمسار الثمن للبائع باطل لانه وكيل بالاجر. (ردالمحتار ص 317 ج 4)

3- آڑھتی کا مال ادھار فروخت کرنا

آڑھتی بعض اوقات بیوپاریوں کا مال آگے ادھار فروخت کرتے ہیں لیکن خود بیوپاریوں کو نقد ادائیگی کر دیتے ہیں۔ آڑھتی نے اگر بیوپاری کو نقد کی قیمت سے مثلاً سو روپے ادائیگی کی اور آگے ادھار کر کے مہنگا فروخت کیا مثلاً ایک سو پانچ پر فروخت کیا تو زائد پانچ روپوں کا مالک بھی بیوپاری ہے۔

اور اگر آڑھتی نے ادھار جتنے میں فروخت کیا ہے اتنے ہی پیسے بیوپاری کو نقد ادا کئے تو اس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ مال فروخت ہونے اور قیمت وصول ہونے سے پہلے بیوپاری مال کی قیمت کا مستحق نہیں بنتا۔ آڑھتی بیوپاری کو وصولی سے پہلے جو ادائیگی کرتا ہے اس کی حیثیت قرض کی ہے اور اسی طرح آڑھتی بھی قیمت وصول ہونے سے پہلے آڑھت کا مستحق نہیں بنتا۔ اس کی دو متبادل صورتیں یہ ہیں:

i- آڑھتی بیوپاری سے خود مال خرید لے اور آگے اپنے نفع کے ساتھ اس کو ادھار فروخت کرے۔

ii- مال آنے پر آڑھتی بیوپاری کو قیمت کے برابر قرض دیدے۔ پھر جب آڑھتی کو قیمت وصول ہو جائے تو وہ بیوپاری سے معاملہ برابر سرابر کر لے۔

4- آڑھتی کے لئے جائز نہیں کہ وہ بیوپاری کو غلط قیمت بتائے

بعض آڑھتی بعض مال کے بارے میں بیوپاری کو جھوٹ کہہ دیتے ہیں کہ وہ مثلاً ایک سو بیس روپے کی پیٹی کے حساب سے فروخت ہو گیا اور اسی حساب سے بیوپاری کو ادائیگی کرتے ہیں لیکن واقع میں وہ اس کو بعد میں اسی منڈی میں یا کسی دوسری جگہ بھیج کر

مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں اور زائد رقم خود رکھ لیتے ہیں۔ یہ حرام ہے اور غلط بیانی بھی حرام ہے۔ جو زائد رقم حاصل ہوئی ہے اس کا مالک بیوپاری ہے آڑھتی نہیں ہے۔

5- فروٹ منڈی میں آڑھتی یا ماشا خور جب مال کی پیٹی فروخت کرتے ہیں تو وہ پہلے سے پیٹی کو کھول لیتے ہیں اور اچھا مال پیٹی میں اوپر کر دیتے اور سبز یا عیب دار دانوں کو نیچے رکھ دیتے ہیں۔ گاہک اچھے دانوں کو دیکھ کر اس مال کو خریدنے کو ترجیح دیتا ہے اگر چہ وہ جانتا ہے کہ نیچے عیب دار دانے دبے ہوں گے۔ ایسا کرنا ضابطہ کے خلاف ہے۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰی صُبْرَةٍ مِنْ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ یَدَهُ فِیْهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا فَقَالَ یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ مَا هٰذَا قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَ فَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰی یَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ قَالَ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اناج کی ایک ڈھیری کے پاس سے گزرے اور اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو آپ کو انگلیوں میں تری محسوس ہوئی۔ آپ نے پوچھا ارے (بھئی) اناج والے یہ کیا بات ہے (اناج اندر سے گیلا کیوں ہے) اس نے جواب دیا اے اللہ کے رسول اس پر بارش پڑ گئی تھی (اس کی وجہ سے یہ گیلا ہو گیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا تو تم نے گیلے کو باقی اناج کے اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ دیکھ لیتے (اور پھر پسند ہوتا تو اپنے اختیار سے خریدتے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی ملاوٹ کرے وہ ہم میں سے نہیں (یعنی ہمارے طریقے

پرنہیں) ہے۔

ایک صاحب نے بتایا کہ انہوں نے ضابطہ کے مطابق مال بیچنے کی کوشش کی تو گاہکوں نے ان پر اعتبار نہیں کیا اور ان کو خاصا نقصان اٹھانا پڑا۔

یہ صحیح ہے کہ غلط رواج کے پھیل جانے کی وجہ سے صحیح طریقہ پر کام کرنے والوں کے لئے خاصی مشکلات بن جاتی ہیں لیکن اس کے لئے اگر حکمت عملی سے کام لیا جائے تو مشکلات کم بھی ہوسکتی ہیں مثلاً ایسے گاہکوں سے جو دینی احکام کو اہمیت دیتے ہوں بار بار براہ راست رابطہ کیا جائے اور ان کو سمجھایا جائے اور اپنا اعتماد بٹھایا جائے۔ اگر ہو سکے تو گاہکوں میں اشتہار بانٹے جائیں۔ جب کچھ لوگ ایسا کریں گے اور گاہک ان کے پاس آنے لگیں گے تو دوسرے آڑھتی بھی اسی کے مطابق کرنے پر مجبور ہوں گے۔

اصل خریدار سے زیادہ قیمت حاصل کرنے کے لئے جھوٹے دام لگوانا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجش (یعنی خریدنے کی نیت کے بغیر زیادہ دام لگانا تاکہ خریدار یہ دیکھ کر کہ اور لوگ زیادہ بولی لگا رہے ہیں یہ سمجھے کہ یہ شے تو بڑی قیمتی معلوم ہوتی ہے اور وہ بھی زیادہ بولی لگانے پر آمادہ ہو جائے تو رسول اللہ ﷺ نے اس بات) سے منع فرمایا۔

آڑھت کے کام میں مالی شرکت جائز نہیں

بعض آڑھتی اپنے کام کو بڑھانے کے لیے دوسرے لوگوں سے شرکت پر سرمایہ

لیتے ہیں اور وہ سرمایہ مزید بیوپاریوں کو قرض دینے میں لگاتے ہیں۔ یہ شرکت جائز نہیں کیونکہ دوسرے لوگوں کا سرمایہ قرض دینے میں لگا ہے۔ تجارت یعنی مال کی خرید و فروخت میں نہیں لگا۔ لہٰذا اس سرمایہ پر نفع نہیں ملتا۔ اور جو آمدنی ہوتی ہے وہ آڑھت کی ہوتی ہے جو مال فروخت کرنے کی اجرت ہوتی ہے۔ مال فروخت کرتا ہے تو آڑھتی کرتا ہے، لہٰذا آڑھت تو آڑھتی کی محنت کی کمائی ہوئی جس میں دوسرے کا حق نہیں ہے۔

شرکت کی جائز صورت یہ ہے کہ آڑھتی اس رقم کو قرض میں نہ لگائے بلکہ اس رقم کے بدلے بیوپاری سے مال خریدے اور آگے نفع پر ادھار یا نقد فروخت کر کے نفع کمائے جو دونوں میں طے شدہ شرح سے تقسیم ہو۔